مقالات

تجدید و احیاءِ دین

مجددین امت کے کارناموں پر ایک تنقیدی نظر

[یہ مقالہ جریدہ "الفرقان" بریلی کے شاہ ولی اللہ نمبر کے لیے لکھا گیا تھا اور وہیں سے شکریہ کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے۔ اسکو ملاحظہ کرتے وقت ناظرین کرام یہ بات ملحوظ رکھیں کہ اس مضمون میں تمام مجددین کے کارناموں کا احاطہ مقصود نہیں ہے، بلکہ صرف اُن بڑے بڑے مجددین کا ذکر کیا گیا ہے جو اسلام کی تاریخ پر اپنا ایک مستقل نشان چھوڑ گئے ہیں۔ نیز اس امر کا بھی خیال رکھا جائے کہ تجدید کا کام بہت لوگوں نے کیا اور ہر زمانے میں بہت لوگ کرتے ہیں، مگر "مجدد" کا لقب پانے کے مستحق کم ہی ہوتے ہیں]

اسلام کی اصطلاحی زبان کے جو الفاظ کثرت سے زبانوں پر آتے ہیں اُن میں سے ایک لفظ "مجدد" بھی ہے۔ اس لفظ کا ایک مجمل مفہوم تو قریب قریب ہر شخص سمجھتا ہے، یعنی یہ کہ جو شخص دین کو از سرِ نو زندہ اور تازہ کرے وہ مجدد ہے، لیکن اسکے تفصیلی مفہوم کی طرف بہت کم ذہن منتقل ہوتے ہیں۔ کم لوگ جانتے ہیں کہ تجدید (Revival) کی حقیقت کیا ہے، کس نوعیت کے کام کو "تجدید" سے تعبیر کیا جا سکتا ہے، اس کام کے کتنے شعبے ہیں، مکمل تجدید کا اطلاق کس کارنامے پر ہو سکتا ہے اور جزوی تجدید کیا ہوتی ہے۔ اسی ناواقفیت کا نتیجہ ہے کہ لوگ اُن مختلف بزرگوں کے کارناموں کی بھی پوری طرح تشخیص نہیں کر سکتے جن کو تاریخ اسلام میں مجدد قرار دیا گیا ہے۔ وہ بس اتنا ہی جانتے ہیں کہ عمر ابنِ عبدالعزیز بھی مجدد، امام غزالی بھی

مجدّد، ابنِ تیمیہ بھی مجدّد، شیخ احمؒد سرہندی بھی مجدّد اور شاہ ولی اللہ بھی مجدّد۔ مگر ان کو یہ معلوم نہیں کہ کون کس حیثیت سے مجدد ہے اور اس کا تجدیدی کارنامہ کس نوعیت اور کس مرتبہ کا ہے۔ اس ذھول و غفلت کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ جن ناموں کے ساتھ "حضرت"، "امام"، "حجتہ الاسلام"، "قطب العارفین"، "زبدۃ السالکین"، اور اسی قسم کے الفاظ لگ جاتے ہیں انکی عقیدت مندی کا اتنا بوجھ دماغوں پر پڑ جاتا ہے کہ پھر کسی میں یہ طاقت نہیں رہتی کہ آزادی کے ساتھ ان کے کاموں کا جائزہ لیکر ٹھیک ٹھیک مشخص کر سکے کہ کس نے اس تحریک کے لیے کتنا اور کیسا کام کیا ہے، اور اس خدمت میں اُس کا حصہ کس قدر ہے۔ عموماً تحقیق کی نپی تُلی زبان کے بجائے اِن بزرگوں کے کارنامے عقیدت کی شاعرانہ زبان میں بیان کیے جاتے ہیں جن سے پڑھنے والے پر یہ اثر پڑتا ہے، اور شائد لکھنے والے کے ذہن میں بھی یہی ہوتا ہے، کہ جس کا ذکر کیا جا رہا ہے وہ مردِ کامل تھا اور اس نے جو کچھ بھی کیا وہ ہر حیثیت سے کمال کے آخری درجہ پر پہنچا ہوا تھا۔ حالانکہ اگر اب ہم کو تحریک اسلامی کی تجدید و احیار کے لیے کوشش کرنی ہے تو اس قسم کی عقیدت مندی اور اس ابہام و اجمال سے کچھ کام نہ چلے گا۔ ہم کو پوری طرح اس تجدید کے کام کو سمجھنا پڑیگا اور اپنی پچھلی تاریخ کی طرف پلٹ کر دیکھنا ہوگا کہ اِن بہت سی صدیوں میں ہمارے مختلف لیڈروں نے کتنا کتنا کام کس کس طرح کیا ہے، اُن کے کارناموں سے ہم کس حد تک فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اور ان سے کیا کچھ چھوٹ گیا ہے جس کی تلافی پر اب ہمیں متوجہ ہونا چاہیے۔

یہ مضمون ایک مستقل کتاب چاہتا ہے۔ مگر کتاب لکھنے کی فرصت کہاں۔ یہی غنیمت ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا ذکرِ خیر چھڑ گیا جسکی وجہ سے اس مضمون کی طرف چند اشارے کرنے کا موقع نکل آیا۔ شائد کہ انہی اشاروں سے کسی اللہ کے بندے کو تاریخ تجدید و احیار دین کی تدوین کا راستہ مل جائے۔

اسلام اور جاہلیت کی اصولی و تاریخی کشمکش

تجدید کی حقیقت و نوعیت سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اسلام اور جاہلیت کی اصولی اور